بسم اللہ الرحمن الرحیم

لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى

جماعتہائے احمدیہ امریکہ

النور



خدام الاحمدیہ امریکہ کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی پہلی تربیتی کلاس کے اختتام پر شامل ہونے والے خدام و اطفال
مکرم ڈاکٹر مسعود احمد ملک صاحب جنرل سیکرٹری امریکہ، مکرم منعم نعیم صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ اور اساتذہ کے ہمراہ

The **Ahmadiyya Gazette** and **Annoor** are published by the **Ahmadiyya Movement in Islam,** Inc.
15000 Good Hope Road • Silver Spring, MD 20905 • Tel: (301) 879-0110
Printed and distributed by the Malook Enterprises, Inc., Michigan

BULK RATE
U.S. POSTAGE
PAID
FLINT, MI
PERMIT NO. 88

Ahmadiyya Movement in Islam, I
P. O. Box 681
GRAND BLANC, MI 48439

Address Correction Requested



اجتماع خدام الاحمدیہ منعقدہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ اگست کے آخری روز: اُوپر: اوّل آنے والی مجلس قائد خدام الاحمدیہ میری لینڈ مکرم فوزان پال صاحب مکرم ڈاکٹر مسعود احمد ملک صاحب جنرل سیکرٹری امریکہ سے علم انعامی وصول کرنے کے بعد مکرم منعم نعیم صاحب صدر خدام الاحمدیہ سے ہاتھ ملا رہے ہیں۔ نیچے: ایک طفل اپنا انعام وصول کر رہا ہے۔



قرآن مجید

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا (٥٦)

اللہ یقیناً اس نبی پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی (یقیناً اس کے لیے دعائیں کر رہے ہیں پس) اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے اور اُن کے لیے دعائیں کرتے رہا کرو اور (خوب جوش و خروش سے) اُن کے لیے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا (٥٧)

وہ لوگ جو کہ اللہ اور اس کے رسول کو تکلیف دیتے ہیں اللہ اُن کو (اس) دنیا میں اور آخرت میں اپنے قرب سے محروم کر دیتا ہے اور اس نے اُن کے لیے رسوا کرنے والا عذاب تیار کر چھوڑا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (٥٨) ع

وہ لوگ جو کہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر اس کے کہ انھوں نے کوئی قصور کیا ہو تکلیف دیتے ہیں اُن لوگوں نے خطرناک جھوٹ اور کھلے کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر اُٹھا لیا ہے۔

الاحزاب ۳۳

حدیث

عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْتُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَخْبِرِيْنِیْ بِخُلُقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنَ اَمَا تَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ [illegible] وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۔ (مسند احمد ص۹۱ ج۶ ، دلائل النبوۃ للبیهقی ص۳۰۹ ج۱)

حضرت سعد بن ہشام بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؓ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے اخلاق عالیہ کے بارے میں ہمیں کچھ بتائیں ۔ حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ حضورؐ کے اخلاق و اطوار قرآن کے عین مطابق تھے ۔ پھر پوچھا کہ کیا تم نے قرآن کریم میں نہیں پڑھا ! وانک لعلی خلق عظیم ! کہ اے رسول تو یقینا اخلاق کے اعلیٰ ترین مقام پر ہے ۔

ایڈیٹر : ظفر احمد سرور
نائبین : سید غلام احمد فرخ
میاں محمد اسماعیل وسیم
عبدالشکور احمد

ستمبر ۱۹۹۵ء
تبوک ۱۳۷۴ ہش

امام الکلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ اتم اُلوہیّت ہیں

"ایسا ہی اللہ تعالیٰ نے مقامِ جمع کے لحاظ سے کئی نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسے رکھ دیئے ہیں جو خاص اُس کی صفتیں ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمدؐ رکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ سو یہ غایت درجہ کی تعریف حقیقی طور پر خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہے مگر ظلّی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی ایسا ہی قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور جو دُنیا کو روشن کرتا ہے اور رحمت جس نے عالم کو زوال سے بچایا ہوا ہے آیا ہے اور رؤف اور رحیم جو خدائے تعالیٰ کے نام ہیں ان ناموں سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پکارے گئے ہیں اور کئی مقام قرآن شریف میں اشارات و تصریحات سے بیان ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہرِ اتم الوہیّت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے چنانچہ قرآن شریف میں اِس بارے میں ایک یہ آیت بھی ہے وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا کہ حق آیا اور باطل بھاگ گیا اور باطل نے بھاگنا ہی تھا۔ حق سے مراد اس جگہ اللہ جلّ شانہٗ اور قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور باطل سے مراد شیطان اور شیطان کا گروہ اور شیطانی تعلیمیں ہیں۔ سو دیکھو اپنے نام میں خدائے تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیونکر شامل کر لیا اور آنحضرتؐ کا ظہور فرمانا خدائے تعالیٰ کا ظہور فرمانا ہوا۔ ایسا جلالی ظہور جس سے شیطان مع اپنے تمام لشکروں کے بھاگ گیا اور اس کی تعلیمیں ذلیل اور حقیر ہو گئیں اور اس کے گروہ کو بڑی بھاری شکست آئی اسی جامعیتِ تامہ کی وجہ سے سورۃ آل عمران جزو تیسری میں مفصّل یہ بیان ہے کہ تمام نبیوں سے عہد و اقرار لیا گیا کہ تم پر واجب و لازم ہے کہ عظمت و جلالیّت شان ختم الرسل پر جو محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایمان لاؤ اور ان کی اس عظمت اور جلالیت کی اشاعت کرنے میں بدل و جان مدد کرو۔ اِسی وجہ سے حضرت آدم صفی اللہ سے لے کر تا حضرت مسیح کلمۃ اللہ جس قدر نبی و رسول گذرے ہیں وہ سب کے سب عظمت و جلالیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار کرتے آئے ہیں۔ حضرت موسٰی علیہ السلام نے توریت میں یہ بات کہہ کر کہ خدا سینا سے آیا اور سعیر سے طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑ سے اُن پر چمکا صاف جتلا دیا کہ جلالیّتِ الٰہی کا ظہور فاران پر آ کر اپنے کمال کو پہنچ گیا۔"

(روحانی خزائن (سُرمہ چشم آریہ) جلد دوم صفحہ ۲۲۹ تا ۲۳۲)

عربی منظوم کلام

يَا بَدْرَنَا يَا آيَةَ الرَّحْمٰنِ أَهْدَى الْهُدَاةِ وَأَشْجَعَ الشُّجْعَانِ

اے ہمارے بدر! اے رحمٰن کے نشان! ہادیوں کے ہادی اور شجاعوں کے شجاع

إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِكَ الْمُتَهَلِّلِ شَأْنًا يَفُوْقُ شَمَائِلَ الْإِنْسَانِ

مَیں تیرے درخشاں چہرہ میں ایک نشان دیکھتا ہوں جو انسانی شمائل سے بڑھ کر ہے

وَقَدِ اقْتَفَاكَ أُولُو النُّهٰى وَبِصِدْقِهِمْ وَدَعُوْا تَذَكُّرَ مَعْهَدِ الْأَوْطَانِ

دانشمندوں نے تیری پیروی کی اور اپنے صدق سے مالوف وطنوں کی یاد بھی ترک کر دی

قَدْ آثَرُوْكَ وَفَارَقُوْا أَحْبَابَهُمْ وَتَبَاعَدُوْا مِنْ حَلْقَةِ الْإِخْوَانِ

تجھے مقدم کیا اور اپنے دوستوں کو چھوڑ دیا اور بھائیوں کے حلقہ سے دُور ہو گئے

قَدْ وَدَّعُوْا أَهْوَاءَهُمْ وَنُفُوْسَهُمْ وَتَبَرَّءُوْا مِنْ كُلِّ نَشْبٍ فَانٍ

اپنی خواہشوں اور نفسوں کو چھوڑ دیا اور سب طرح کے فانی مالوں سے بیزار ہو گئے

ظَهَرَتْ عَلَيْهِمْ بَيِّنَاتُ رَسُوْلِهِمْ فَتَمَزَّقَ الْأَهْوَاءُ كَالْأَوْثَانِ

رسولِ کریمؐ کی کھلی دلیلیں اُن پر ظاہر ہوئیں اس لئے ان کی نفسانی خواہشیں بُتوں کی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو گئیں

فِي وَقْتِ تَرْوِيْقِ اللَّيَالِي نُوِّرُوْا وَاللّٰهُ نَجَّاهُمْ مِنَ الطُّوْفَانِ

وہ راتوں کی تاریکی کے وقت منوّر ہوئے اور خدا تعالیٰ نے اُن کو طوفان سے بچا لیا

(درِّثمین عربی مترجم صہ ۲)

فارسی منظوم کلام

اُمّی و در علم و حکمت بے نظیر　　زیں چہ باشد حجّتے روشن ترے

وہ اُمّی ہے مگر حکمت و علم میں بے نظیر ہے۔ اس سے زیادہ اس کی صداقت پر اور کیا دلیل ہوگی

آں شرابِ معرفت دادش خدا　　کز شعاعش خیرہ شد ہر اخترے

خدا نے اُسے وہ شرابِ معرفت عطا فرمائی کہ اُس کی شعاعوں سے ہر ستارہ ماند پڑ گیا

شد عیاں از وے علی الوجہ الاتم　　جوہرِ انساں کہ بود آں مضمرے

اُس کے باعث پورے طور پر عیاں ہوگیا انسان کا وہ جوھر جو مخفی تھا

ختم شد بر نفسِ پاکش ہر کمال　　لاجرم شُد ختم ہر پیغمبرے

اُس کے پاک نفس پر ہر کمال ختم ہو گیا اِس لئے اُس پر پیغمبروں کا خاتمہ ہو گیا

آفتابِ ہر زمین و ہر زماں　　رہبرِ ہر اسود و ہر احمرے

وہ ہر ملک اور ہر زمانہ کے لئے آفتاب ہے اور ہر اسود و احمر کا رہبر ہے

مجمع البحرینِ علم و معرفت　　جامع الاسمینِ ابر و خاورے

وہ علم و معرفت کا مجمع البحرین ہے۔ بادل اور آفتاب دونوں ناموں کا جامع ہے

چشمِ من بسیار گردید و ندید　　چشمۂ چوں دینِ او صافی ترے

مَیں نے بہت تلاش کیا مگر کہیں نہیں دیکھا اُس کے دین کی مانند مصفّٰی چشمہ

(درثمین فارسی مترجم صفحہ ۱۵، ۱۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کا حجۃ الوداع کا ایک خطبہ

حقوقِ انسانی کا عالمگیر اور عظیم الشان منشور

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رشحاتِ قلم

نویں سال ہجری میں آپؐ نے مکہ کا حج فرمایا ۔ اور اس دن آپؐ پر قرآن شریف کی یہ مشہور آیت نازل ہوئی کہ

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

(سورة المائدة 5 : 4)

یعنی آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا ہے ۔ اور جتنے روحانی انعامات خداتعالیٰ کی طرف سے بندوں پر نازل ہو سکتے ہیں وہ سب میں نے تمہاری امت کو بخش دیئے ہیں ۔ اور اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ تمہارا دین خالص اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مبنی ہو ۔

یہ آیت آپؐ نے مزدلفہ کے میدان میں جب کہ حج کے لئے لوگ جمع ہوتے ہیں سب لوگوں کے سامنے باواز بلند پڑھ کر سنائی ۔ مزدلفہ سے لوٹنے پر حج کے قواعد کے مطابق آپؐ نے منیٰ میں کھڑے ہو کر ایک تقریر کی جس کا مضمون یہ تھا ۔

" اے لوگو ! میری بات کو اچھی طرح سنو ۔ کیونکہ میں نہیں جانتا کہ اس سال کے بعد کبھی میں تم لوگوں کے درمیان اس میدان میں کھڑے ہو کر کوئی تقریر کروں گا ۔ تمہاری جانوں اور تمہارے مالوں کو خدا تعالیٰ نے ایک دوسرے کے حملہ سے قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا ہے ۔ خداتعالیٰ نے ہر شخص کے لئے وراثت میں اس کا حصہ مقرر کر دیا ہے کوئی وصیت ایسی جائز نہیں جو دوسرے وارث کے حق کو نقصان پہنچائے ۔ جو بچہ جس کے گھر میں پیدا ہو وہ اس کا سمجھا جائے گا ۔ اور اگر کوئی بدکاری کی بناء پر اس بچہ کا دعویٰ کرے گا تو وہ خود شرعی سزا کا مستحق ہو گا ۔ جو شخص کسی کے باپ کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے یا کسی کو جھوٹے طور پر اپنا آقا قرار دیتا ہے ۔ خدا اور اس کے فرشتوں اور بنی نوع انسان کی لعنت اس پر ہے ۔

اے لوگو ! تمہارے کچھ حق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حق تم پر ہیں ۔ ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ غفلت کی زندگی بسر کریں ۔ اور ایسی کمینگی کا طریق اختیار نہ کریں جس سے خاوندوں کی قوم میں بے عزتی ہو ۔ اگر وہ ایسا کریں تو تم (جیسا کہ قرآن شریف کی ہدایت ہے کہ باقاعدہ تحقیق اور عدالتی فیصلہ کے بعد ایسا کیا جا سکتا ہے) انہیں سزا دے سکتے ہو ۔ مگر اس میں بھی سختی نہ کرنا ۔ لیکن اگر وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتیں جو خاندان اور خاوند کی عزت کو بٹہ لگانے والی ہو ۔ تو تمہارا کام ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق ان کی خوراک اور لباس وغیرہ کا انتظام کرو ۔ اور یاد رکھو کہ ہمیشہ اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرنا ۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے ان کی نگہداشت تمہارے سپرد کی ہے ۔ عورت کمزور وجود ہوتی ہے اور وہ اپنے حقوق کی خود حفاظت نہیں کرسکتی ۔ تم نے جب ان کے ساتھ شادی کی تو خدا تعالیٰ کو ان کے حقوق کا ضامن بنایا تھا اور خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت تم ان کو اپنے گھروں میں لائے تھے ۔ (پس خدا تعالیٰ کی ضمانت کی تحقیر نہ کرنا ۔ اور عورتوں کے حقوق کے ادا کرنے کا ہمیشہ خیال رکھنا) اے لوگو! تمہارے ہاتھوں میں ابھی کچھ جنگی قیدی بھی باقی ہیں ۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ ان کو وہی کھلانا جو تم خود کھاتے ہو ۔ اور ان کو وہی پہنانا جو تم خود پہنتے ہو ۔ اگر ان سے کوئی ایسا قصور ہوجائے جو تم معاف نہیں کرسکتے ۔ تو ان کو کسی اور کے پاس فروخت کردو ۔ کیونکہ وہ خدا کے بندے ہیں اور ان کو تکلیف دینا کسی صورت بھی جائز نہیں ۔ اے لوگو! جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں سنو ۔ اور اچھی طرح اس کو یاد رکھو ۔ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے ۔ تم سب ایک ہی درجہ کے ہو ۔ تم تمام انسان خواہ کسی قوم اور

کسی حیثیت کے ہو انسان ہونے کے لحاظ سے ایک درجہ رکھتے ہو یہ کہتے ہوئے آپؐ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملادیں اور کہا جس طرح دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں برابر ہیں اسی طرح تم بنی نوع انسان آپس میں برابر ہو ۔ تمہیں ایک دوسرے پر فضیلت اور درجہ ظاہر کرنے کا کوئی حق نہیں ۔ تم آپس میں بھائیوں کی طرح ہو ۔ پھر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے آج کونسا مہینہ ہے ؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ علاقہ کونسا ہے ؟ کیا تمہیں معلوم ہے یہ دن کونسا ہے ؟ لوگوں نے کہا ہاں ! یہ مقدس مہینہ ہے ۔ یہ مقدس علاقہ ہے ۔ اور یہ حج کا دن ہے ۔ ہر جواب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جس طرح یہ مہینہ مقدس ہے ۔ جس طرح یہ علاقہ مقدس ہے ۔ جس طرح یہ دن مقدس ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان اور اس کے مال کو مقدس قرار دیا ہے ۔ اور کسی کی جان اور کسی کے مال پر حملہ کرنا ایسا ہی ناجائز ہے جیسے کہ اس مہینے اس علاقہ اور اس دن کی ہتک کرنا ۔ یہ حکم آج کے لئے نہیں ۔ کل کے لئے نہیں ۔ بلکہ اس دن تک کے لئے ہے ۔ کہ تم خدا سے جاکر ملو ۔ پھر فرمایا یہ باتیں جو میں تم سے آج کہتا ہوں ۔ ان کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دو ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ جو لوگ آج مجھ سے سن رہے ہیں ان کی نسبت وہ لوگ ان پر زیادہ عمل کریں جو مجھ سے نہیں سن رہے ہیں " ۔

یہ مختصر خطبہ بتاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم کو بنی نوع انسان کی بہتری اور ان کا امن کیسا مدنظر تھا ۔ اور عورتوں اور کمزوروں کے حقوق کا آپؐ کو کیسا خیال تھا ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محسوس کر رہے تھے کہ اب موت قریب آرہی ہے ۔ شاید اللہ تعالیٰ آپؐ کو بتا چکا تھا کہ اب آپؐ کی زندگی کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں آپؐ نے نہ چاہا کہ وہ عورتیں جو انسانی پیدائش کے شروع سے مردوں کی غلام قرار دی جاتی تھیں ان کے حقوق کو محفوظ کرنے کا حکم دینے سے پہلے آپؐ اس دنیا سے گزر جائیں ۔ وہ جنگی قیدی جن کو لوگ غلام کا نام دیا کرتے تھے اور جن پر طرح طرح کے مظالم کیا کرتے تھے آپؐ نے چاہا کہ ان کے حقوق کو محفوظ کر دینے سے پہلے آپؐ اس دنیا سے گزر جائیں ۔ وہ بنی نوع انسان کا باہمی فرق اور امتیاز جو انسانوں میں سے بعض کو تو آسمان پر چڑھا دیتا تھا اور بعض کو تحت الثریٰ میں گرا دیتا تھا ۔ جو قوموں اور ملکوں ملکوں کے درمیان تفرقہ اور لڑائی پیدا کرنے اور اس کو جاری رکھنے کا موجب ہوتا تھا ۔ آپؐ نے نہ چاہا کہ جب تک اس تفرقہ اور امتیاز کو نہ مٹادیں ۔ اس دنیا سے گزر جائیں وہ ایک دوسرے کے حقوق پر چھاپے مارنا اور ایک دوسرے کی جان اور مال کو اپنے لئے جائز سمجھنا اور ہمیشہ ہی بد اخلاقی کے زمانے میں انسان کی سب سے بڑی لعنت ہوتا ہے ۔ آپؐ نے نہ چاہا کہ جب تک اس روح کو کچل نہ دیں ۔ اور جب تک بنی نوع انسان کی جانوں اور ان کے مالوں کو وہی تقدس اور وہی حرمت نہ بخش دیں جو خدا تعالیٰ کے مقدس مہینوں اور خدا تعالیٰ کے مقدس اور بابرکت مقاموں کو حاصل ہے آپؐ اس دنیا سے گزر جائیں ۔ کیا عورتوں کی ہمدردی ۔ ماتحت لوگوں کی ہمدردی ۔ بنی نوع انسان میں امن اور آرام کے قیام کی خواہش اور بنی نوع انسان میں مساوات کے قیام کی خواہش اتنی شدید دنیا کے کسی اور انسان میں پائی جاتی ہے ؟ کیا آدم سے لے کر آج تک کسی انسان نے بنی نوع انسان کی ہمدردی کا ایسا جذبہ اور ایسا جوش دکھایا ہے ؟ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں آج تک عورت اپنی جائیداد کی مالک ہے جبکہ یورپ نے اس درجہ کو اسلام کے تیرہ سو سال بعد حاصل کیا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں داخل ہونے والا ہر شخص دوسرے کے برابر ہوجاتا ہے ۔ خواہ وہ کیسی ہی ادنیٰ اور ذلیل سمجھی جانے والی قوم سے تعلق رکھتا ہو ۔ حریت اور مساوات کا جذبہ صرف اور صرف اسلام نے ہی دنیا میں قائم کیا ہے اور ایسے رنگ میں قائم کیا ہے کہ آج تک بھی دنیا کی دوسری قومیں اس کی مثال پیش نہیں کر سکتیں ۔ ہماری مسجد میں ایک بادشاہ اور ایک معزز ترین مذہبی پیشوا اور ایک عامی برابر ہیں ۔ ان میں کوئی فرق اور امتیاز قائم نہیں کر سکتا ۔ جبکہ دوسرے مذاہب کے معبد بڑوں اور چھوٹوں کے امتیاز کو اب تک ظاہر کرتے چلے آئے ہیں ۔ گو وہ قومیں شاید حریت اور مساوات کا دعویٰ مسلمانوں سے بھی زیادہ بلند آواز سے کر رہی ہیں ۔

(ماخوذ " نبیوں کا سردارؐ ")

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم درمیانہ قد کے تھے ۔ نہ تو بہت زیادہ لمبے اور نہ چھوٹے قد والے ۔ آپؐ کا رنگ نکھرتا سفید تھا ۔ نہ بہت زیادہ چٹے ، نہ گہرے گندم گوں رنگ والے تھے ۔ آپؐ کے بال ایک حد تک سیدھے تھے ۔ نہ بہت زیادہ گھنگرالے اور نہ بالکل سیدھے ۔ آپؐ جب مبعوث ہوئے اس وقت آپؐ کی عمر چالیس سال تھی ۔ بعثت کے بعد دس سال مکہ رہے اور مدینہ میں دس سال قیام رہا اور جب آپؐ کی وفات ہوئی اس وقت آپؐ کی عمر ساٹھ سال تھی آپؐ کے سر اور داڑھی میں بیس سے زیادہ سفید بال نہیں تھے ۔

ظہورِ خیر الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

منظوم کلام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

◎◎

اک رات مفاسد کی وہ تیرہ و تار آئی
جو نور کی ہر شمع ظلمات پہ وار آئی
تاریکی پہ تاریکی اندھیروں پہ اندھیرے
ابلیس نے کی اپنے لشکر کی صف آرائی
طوفانِ مفاسد میں غرق ہو گئے بحر و بر
ایرانی و فارانی، رُومی و بُخارائی
بن بیٹھے خُدا بندے دیکھا نہ مقام اس کا
طاغوت کے چیلوں نے ہتھیا لیا نام اس کا

◎◎

تب عرشِ معلّٰی سے اک نُور کا تخت اُترا
اِک فوج فرشتوں کی ہمراہ سوار آئی
اک ساعتِ نورانی خورشید سے روشن تر
پہلو میں لیے جلوے بے حدّ و شمار آئی
کافور ہوا باطل، سب ظلم ہوئے زائل
اُس شمس نے دِکھلائی جب شانِ خود آرائی
ابلیس ہوا غارت چوپٹ ہوا کام اس کا
توحید کی یورش نے در چھوڑا نہ بام اس کا

◎◎

وہ پاک محمدؐ ہے ہم سب کا حبیب آقا
انوارِ رسالت ہیں جس کی چمن آرائی
محبوبی و رعنائی کرتی ہیں طواف اُس کا
قدموں پہ نثار اس کے جمشیدی و دارائی
نبیوں نے سجائی تھی جو بزمِ مہ و انجم
واللہ اسی کی تھی سب انجمن آرائی
دن رات درود اس پر ہر ادنیٰ غلام اس کا
پڑھتا ہے بصد منّت جپتے ہوئے نام اس کا

◎◎

آیا وہ غنی جس کو جو اپنی دعا پہنچی
ہم دَر کے فقیروں کے بھی بخت سنوار آئی
ظاہر ہوا وہ جلوہ جب اُس سے نگاہ پلٹی
خود حُسنِ نظر اپنا سو چند نکھار آئی
اے چشمِ خزاں دیدہ کُھل کُھل کہ سماں بدلا
اے فطرتِ خوابیدہ اُٹھ اُٹھ کہ بہار آئی
نبیوں کا اِمام آیا اللہ اِمام اُس کا
سب تختوں سے اونچا ہے تختِ عالی مقام اس کا

◎◎

اللہ کے آئینہ خانے سے شریعت کی
نکلی وہ دُلہن کر کے جو سولہ سنگھار آئی
اُترا وہ خُدا کوہِ فاران محمدؐ پر
موسیٰ کو نہ تھی جس کے دِیدار کی یارائی
سب یادوں میں بہتر ہے وہ یاد کہ کچھ لمحے
جو اس کے تصوّر کے قدموں میں گذار آئی
وہ ماہِ تمام اُس کا مہدی تھا غلام اس کا
روتے ہوئے کرتا تھا وہ ذکر مدام اس کا

◎◎

مرزائے غلام احمد تھی جو بھی متاعِ جاں
کر بیٹھا نثار اُس پر ہو بیٹھا تمام اس کا
دِل اُس کی محبّت میں ہر لحظہ تھا رام اس کا
اخلاص میں کامل تھا وہ عاشقِ تام اس کا
اِس دَور کا یہ سَاقی گھر سے تو نہ کچھ لایا
میخانہ اُسی کا تھا مے اس کی تھی جام اس کا
سَازندہ تھا یہ اُس کے سب ساتھی تھے میت اُس کے
دُھن اِس کی تھی گیت اُس کے لب اِس کے پیام اُس کا

◎◎

اک مَیں بھی تو ہوں یارب صیدِ تہِ دام اس کا — دل گاتا ہے گُن اس کے لب جپتے ہیں نام اس کا
آنکھوں کو بھی دکھلا دے آنا لبِ بام اس کا — کانوں میں بھی رس گھولے ہر گام خرام اس کا
خیرات ہو مجھ کو بھی اِک جلوۂ عام اُس کا — پھر یُوں ہو کہ ہو دل پر الہام کلام اس کا

اُس بام سے نُور اترے نغمات میں ڈھل ڈھل کر
نغموں سے اُٹھے خوشبو ہو جائے سرود عنبر

ایمان کی ساٹھ شاخیں

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ سے زائد شاخیں ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ نے بخاری کتاب الایمان میں جو ایمان کی علامات بیان کی ہیں وہ خلاصتہً پیش خدمت ہیں تاکہ ہر شخص سوچے کہ وہ کس حد تک ایمان کے تقاضے پورے کر رہا ہے۔

- اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا کہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
- فرشتوں پر ایمان لانا۔ • آخرت پر ایمان لانا۔
- اللہ تعالیٰ کے پیغمبروں کو ماننا۔ • قیامت پر یقین رکھنا۔
- اللہ تعالیٰ کی عبادت اِس طور پر کرنا کہ گویا انسان خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے
- شرع کے مطابق زکوٰۃ ادا کرنا۔
- ایمان کی زیادتی اور ثواب کی خاطر روزے رکھنا۔
- فرض حج ادا کرنا۔
- صرف خدا تعالیٰ کی خاطر کسی سے محبت یا دشمنی رکھنا۔
- دُعائیں لگے رہنا • حیا بھی ایمان کا حصہ ہے، حیادار بننا۔
- دوسرے مسلمانوں کو اپنی زبان یا ہاتھ سے تکلیف نہ دینا کیونکہ یہ بھی مسلمان اور مومن کی نشانی ہے۔
- جن چیزوں سے خدا تعالیٰ نے منع کیا ہے ان سے رُکنا اور جن کے کرنے کا حکم دیا ہے ان کو کرنا۔
- (بھوکوں کو) کھانا کھلانا • ہر ملنے والے کو سلام کہنا۔
- جو اپنے لیے پسند ہو وہی اپنے بھائی کے لیے پسند کرنا۔
- اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے والد، اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت رکھنا۔
- ایمان کا اقرار کرنے کے بعد کفر اختیار کرنے پر زیادہ ترجیح اس بات کو دینا کہ وہ آگ میں ڈالا جائے۔
- انصار سے محبت کرنا۔ یہ بھی ایمان کی نشانی بتائی گئی ہے۔
- اگر کوئی شخص خواب میں اپنی لمبی قمیض دیکھے تو یہ اس کے ایمان کی نشانی ہے • جہاد فی سبیل اللہ میں حصّہ لینا۔
- اپنی ذات کو نقصان پہنچا کر بھی انصاف کرنا۔
- تنگدستی کے وقت خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا۔
- عورتوں کا اپنے خاوندوں کی فرمانبرداری کرنا اور ان کا احسان مند رہنا۔
- لڑائی جھگڑے سے ہر صورت پرہیز کرنا۔
- غلاموں کو اپنے جیسا کھلانا • غلاموں کو اپنے جیسا پہنانا۔
- انہیں ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دینا۔
- کبھی بھی جھوٹ نہ بولنا • وعدہ خلافی نہ کرنا
- امانت میں خیانت نہ کرنا • لڑائی میں بے ہودہ گوئی سے بچنا۔
- (تہجد گزار بننا) لیلۃ القدر میں ایمان کی زیادتی اور ثواب کی خاطر عبادت کرنا
- میانہ روی اختیار کرنا۔
- صبح، دوپہر کے بعد اور کچھ رات کو عبادت کرنا۔
- جنازہ کے ساتھ جانا اور تدفین تک وہاں رہنا۔
- ہر وقت نفاق کا خوف دل میں رکھنا، یہ بھی مومن ہونے کی نشانی ہے
- مسلمان کا دوسرے مسلمان کو گالی دینے سے پرہیز کرنا۔
- اگر کسی شخص کے ایمان کی وجہ سے دوسرے لوگ مسلمان ہوتے ہیں تو وہ اس کے ایمان کی نشانی ہے۔
- جن چیزوں کے حلال حرام ہونے میں شبہ ہے ان سے پرہیز کرنا۔
- اپنے اعمال سے دل کا پرسکون رہنا ایمان کی علامت ہے۔
- نیّت کا درست رکھنا۔
- اپنے اہل وعیال پر ثواب سمجھ کر خرچ کرنا۔
- ہر مسلمان کی خیر خواہی چاہنا۔
- خدائے واحد و یگانہ سے ہر وقت ڈرتے رہنا۔
- وقار کو ہر جگہ قائم رکھنے کی کوشش کرنا۔
- آہستگی کو اپنے اوپر لازم کر لینا ایمان میں سے ہے۔
- اسلام کے سوا کسی اور دین پر نہ چلنا۔
- (اپنے امیر کی) فرمانبرداری اور اطاعت کرنا۔
- نیک کام کو ہمیشہ کرنا خواہ چھوٹا ہی ہو۔
- شرک کو ظلم عظیم سمجھ کر اس کی معمولی سے معمولی شق سے بھی پرہیز کرنا۔
- اگر مسلمانوں کے دو گروہ باہم لڑیں تو اُن کے درمیان صلح کروانا۔
- فتنہ و فساد سے بچنا۔
- چوری سے پرہیز کرنا۔
- زنا سے خدا تعالیٰ کے خوف سے بچنا۔
- اپنی اولاد کو قتل نہ کرنے والا یعنی اولاد کی تربیت کرنے والا۔
- خدا تعالیٰ کی ہر نافرمانی سے بچنا۔
- ہر قسم کی چھوٹی سے چھوٹی بُرائی سے لے کر بڑی سے بڑی بُرائی سے بچنا۔ اور
- ہر قسم کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی سے لے کر بڑی سے بڑی نیکی کرنے کی کوشش کرنا۔

ایسا شخص صحیح معنوں میں مومن کہلانے کا مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان کی تمام شاخوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی

محترم ڈاکٹر محمد جلال شمس - مربی سلسلہ ہمبرگ

ہمارے پیارے آقا و مولیٰ سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ساری زندگی ایک کھلی کتاب کی مانند ہے اور آنحضورؐ کی ازواج مطہراتؓ کی پاکیزہ حیات بھی ایک روشن آئینہ کی طرح کوئی بات بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بشری تقاضوں کے تحت ازواج مطہراتؓ میں بھی کبھی باہم شکر رنجی ہو جایا کرتی تھی۔ لیکن ان اِکا دُکا استثنائی واقعات کے مطالعہ سے بھی آنحضورؐ کی عادلانہ اور مربیانہ شان کا ظہور ہوتا ہے۔ چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے باتوں باتوں میں حضرت صفیہؓ کے بارہ میں کوئی ناگوار بات کہہ دی۔ آنحضورؐ نے فرمایا:

اے عائشہ! تم نے ایسی بات کر دی ہے کہ اگر وہ سمندر میں بھی ملا دی جائے تو اس کا مزہ بدل دے۔

اسی طرح ایک موقعہ پر حضرت زینبؓ نے غصہ میں آکر کسی اور زوجہ مطہرہ کے متعلق دل شکنی والا کوئی کلمہ کہہ دیا۔ آنحضورؐ کو اطلاع ملی تو آپؐ کئی ماہ تک حضرت زینبؓ سے نہیں بولے۔ ایک دفعہ حضرت صفیہؓ نے کھانا تیار کر کے ایک پلیٹ آنحضورؐ کی خدمت میں بھجوائی حضرت عائشہؓ نے پلیٹ توڑ کر کھانا گرا دیا۔ اس پر آنحضورؐ نے فرمایا:

"اِنَاءٌ كَإِنَاءٍ وَطَعَامٌ كَطَعَامٍ" یعنی برتن کے بدلے میں برتن اور کھانے کے بدلے میں کھانا۔

(نسائی کتاب عشرۃ النساء)

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ نے حضرت صفیہؓ سے کہا کہ ہم تم سے افضل ہیں۔ ہم آنحضورؐ کی ازواج بھی ہیں اور اس کے علاوہ آپؐ کے چچا کی بیٹیاں ہیں۔ حضرت صفیہؓ نے یہی بات آنحضورؐ سے عرض کر دی۔ آپؐ نے فرمایا:

تم نے کہنا تھا کہ تم مجھ سے کس طرح بہتر ہو سکتی ہو؟ حضرت محمد مصطفیٰؐ میرے خاوند ہیں۔ حضرت ہارونؑ میرے والد اور حضرت موسیٰؑ میرے چچا ہیں۔

ایک دفعہ بعض ازواج مطہراتؓ نے حضرت فاطمہؓ کو آنحضورؐ کے پاس بھیج کر حضرت عائشہؓ کے خلاف شکائت کی۔ آنحضورؐ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا: میری پیاری بیٹی! جس کے ساتھ مجھے محبت ہے کیا اس کے ساتھ تمہیں محبت نہیں؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کی، کیوں نہیں۔ اس پر آنحضورؐ نے فرمایا: یہ بات ہے تو عائشہؓ سے محبت کیا کرو۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت زینبؓ نے آکر حضرت عائشہؓ کے خلاف حضورؐ سے بعض شکایات کیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو اشارہ کیا کہ جواب دو۔ جب حضرت عائشہؓ نے جواب دیا تو آنحضورؐ نے مسکرا کر فرمایا:

"اِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ" یہ بھی تو ابوبکرؓ کی بیٹی ہے۔

یہ وہ برگزیدہ ہستیاں ہیں جن کی ناراضگی بھی تقویٰ پر مبنی ہوتی تھی، اور اس میں ہرگز کسی تصنع اور جھوٹ کی قطعاً ملونی نہ ہوتی تھی۔

آنحضورؐ کی ساری اولاد نرینہ بچپن میں ہی وفات پا گئی تھی۔ البتہ آپؐ کی تین بیٹیاں بڑی ہو کر بیاہی گئیں۔ دو بیٹیوں کی شادی یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ سے ہوئی اسی وجہ سے آپؓ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ لیکن اُن سے اولاد نہیں ہوئی۔ حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت علیؓ سے ہوئی اور آنحضورؐ نے اپنی پیاری بیٹی کو ایک چادر، ایک گدیلا، ایک مشکیزہ اور ایک چکی جہیز میں دی۔ یہ جہیز شاہنشاہ دوعالمؐ کی اس بیٹی کا ہے جس کے بارہ میں آپؐ نے فرمایا:

"فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي فَمَنْ أَغْضَبَهَا فَقَدْ أَغْضَبَنِي"

یعنی فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہؓ کو ناراض کیا اُس نے مجھے ناراض کیا۔

آنحضورؐ کی یہ پیاری بیٹی ایک دفعہ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ آپؐ کو اپنے ہاتھوں کے چھالے دکھائے جو چکی چلانے کی وجہ سے پڑ گئے تھے۔ آنحضورؐ اس وقت گھر پر موجود نہ تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے حضرت عائشہؓ کو ساری بات بتا کر آپؓ کی وساطت سے آنحضورؐ سے گھر کے کام کاج کے لئے ایک غلام طلب کیا۔ آنحضورؐ کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فرمایا:

رات کو سونے سے پہلے تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور الحمد للہ، چونتیس دفعہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو یہ غلام سے زیادہ بہتر ہے۔

اور یہی وہ پیاری بیٹی ہے جس کے بارہ میں آنحضورؐ نے فرمایا: اگر میری بیٹی بھی چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ اسی بیٹی کے بارہ میں آنحضورؐ نے فرمایا:

"فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ"

فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے۔

آنحضورؐ کو حضرت فاطمہؓ سے بے حد محبت تھی۔ آپؐ جب کسی سفر پر روانہ ہوتے تو سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ کو الوداع کہتے اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے آپؓ کے ہاں تشریف لاتے۔

آنحضورؐ کی وفات سے قبل جب آپؐ بیمار تھے حضرت فاطمہؓ آپؐ سے ملنے کے لئے آئیں تو آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کے کان میں کوئی بات کہی جس کو سُن کر آپؓ رونے لگیں۔ پھر دوبارہ آنحضورؐ نے آپؓ کے کان میں کوئی بات کہی جسے سُن کر آپؓ ہنسنے لگیں۔ بعد میں آپؓ نے بتایا کہ آنحضورؐ نے مجھے اپنی وفات کی خبر دی تو میں رونے لگی۔ لیکن جب آپؐ نے مجھے یہ بتایا کہ خاندان میں سے سب سے پہلے میں مرنے کے بعد آپ سے ملوں گی تو یہ سُن کر میں ہنسنے لگی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بچوں سے بے حد محبت تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپؐ کے ایک نواسے کی طبیعت شدید خراب ہوگئی آنحضورؐ نے جب بچہ کو نزع کی حالت میں دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ایک صحابیؓ نے حیران ہو کر پوچھا یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا یہ وہ رحمت ہے جو خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے۔ اور وہ انہیں بندوں پر رحم فرماتا ہے جن کے دلوں میں رحم کا جذبہ موجود ہو۔

جب آنحضورؐ کے بیٹے صاحبزادہ ابراہیمؓ کی وفات ہوئی تو آنحضورؐ نے غمگین دل سے فرمایا:

"اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی بِہٖ رَبُّنَا"

آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے۔ لیکن پھر بھی ہم زبان سے ہرگز کوئی ایسا لفظ نہیں نکال سکتے جس کو ہمارا رب پسند نہ کرتا ہو۔

نیز آپؐ نے فرمایا:

"لَوْ عَاشَ لَکَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا" (ابن ماجہ کتاب الجنائز)

یعنی اگر میرا یہ بیٹا زندہ رہتا تو صدیق نبی بنتا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت امام حسنؓ اور حسینؓ سے بھی بے انتہا پیار تھا۔ حضرت امام حسنؓ کی شکل وصورت آنحضورؐ سے بہت ملتی تھی۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ یہ دونوں میرے پھول ہیں۔ آپؐ جب نماز پڑھ رہے ہوتے تو حضرت حسنؓ آپؐ سے چمٹ جاتے اور آپؐ حضرت حسنؓ کو گود میں اُٹھا لیتے۔ آنحضورؐ کو اپنے آزاد کردہ غلام زیدؓ کے بیٹے اُسامہؓ سے بھی بہت ہی محبت تھی۔ آنحضورؐ حضرت حسنؓ اور حضرت اُسامہؓ کو گود میں اٹھا کر یہ دُعا کیا کرتے۔ "اَللّٰھُمَّ اَحِبَّھُمَا فَاِنِّیْ اُحِبُّھُمَا" اے اللہ ان دونوں سے مجھے محبت ہے۔ تو بھی ان سے محبت کر۔

آنحضورؐ کی مربیانہ شان اس واقعہ سے ظاہر ہوتی ہے کہ ایک دفعہ زکوٰۃ کی کھجوریں آئیں حضرت حسنؓ بہت چھوٹے تھے۔ آپؓ نے ایک کھجور منہ میں ڈال لی۔ آنحضورؐ نے آپؓ کے منہ میں انگلی ڈال کر وہ کھجور باہر نکالی اور فرمایا یہ لوگوں کا حق ہے تمہارا نہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تعلیم دی ہے کہ اپنے نوکر سے اس قدر حسن سلوک کرنا چاہیئے کہ وہ بھی خاندان کا ہی ایک فرد محسوس ہو۔ آنحضورؐ نے ساری زندگی کبھی بھی کسی عورت یا خادم پر ہاتھ نہیں اُٹھایا حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ

میں نے دس سال تک آنحضورؐ کی خدمت کی۔ آپ نے مجھے کبھی اُف بھی نہ کہی۔ اور نہ ہی کبھی یہ فرمایا کہ تو نے فلاں کام کیوں کیا یا فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

(بخاری۔ کتاب الادب)

آنحضورؐ کی عائلی زندگی کا تذکرہ نامکمل رہے گا اگر میں آنحضورؐ کی اُن عبادات کا ذکر نہ کروں جن سے آپؐ کی محبتِ خداوند تعالےٰ کے علاوہ آپؐ کی مربیانہ شان کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ کہ آنحضورؐ تہجد کی نماز ہمیشہ ہی گیارہ رکعت ادا فرماتے رہے لیکن ان کے حُسن اور ان کی لمبائی کے بارہ میں مت پوچھو۔ ایک بار آپؐ نے فرمایا:

میری آنکھیں تو سو جاتی ہیں مگر میرا دل نہیں سوتا۔ (بخاری)

آپؐ فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو آنحضورؐ راتوں کو خود بھی جاگتے اور اپنے اہل وعیال کو بھی جگاتے اور عبادت کے لئے کمر کس لیتے۔ حضرت زینب بنت سلمہؓ فرماتی ہیں آنحضورؐ بالخصوص آخری عشرہ میں اپنے گھر والوں میں سے ہر اس شخص کو عبادت کے لئے جگاتے جو جاگنے کی طاقت رکھتا ہو۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ آنحضورؐ رات کو اتنی لمبی عبادت کرتے کہ لمبا عرصہ قیام کرنے کی وجہ سے آنحضورؐ کے پاؤں متورم ہو کر پھٹ جایا کرتے تھے۔ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا خدا تعالیٰ نے آپؐ کی اگلی پچھلی سب خطائیں معاف نہیں فرما دیں؟ پھر آپؐ اتنی لمبی نمازیں کیوں پڑھتے ہیں۔ اس پر آنحضورؐ نے فرمایا:

"اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا"

کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

لَہٗ فِیْ عِبَادَۃِ رَبِّہٖ غَلیٰ مِرْجَلٍ
وَفَاقَ قُلُوْبَ الْعَالَمِیْنَ تَعَبُّدًا
وَتَوَرَّمَتْ قَدَمَاکَ لِلّٰہِ قَائِمًا
وَمِثْلُکَ رَجُلًا مَا سَمِعْنَا تَعَبُّدًا

آنحضورؐ کی دعائیں ہی تھیں جن کی برکت سے وہ سب سے بڑا معجزہ رونما ہوا جس کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرا گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پُشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں یک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اُس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَآلِہٖ" (برکات الدعا۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۱۱)

آنحضورؐ کی ان دعاؤں کی ماہیت کیا تھی؟ آنحضورؐ کے ایک صحابیؓ حضرت عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضورؐ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور آنحضورؐ کے سینے سے رونے کی آواز

باقی صفحہ ۱۷ پر

صلی اللہ علیہ وسلم

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح رابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت سیّدِ وُلدِ آدم صلی اللہ علیہ و سلم
سب نبیوں میں افضل و اکرم صلی اللہ علیہ و سلم
نام محمدؐ کام مکرم صلی اللہ علیہ و سلم
ہادیٔ کامل رہبرِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ کے جلوۂ حسن کے آگے شرم سے نوروں والے بھاگے
مٹ گئے مہر و ماہ و انجم صلی اللہ علیہ وسلم

اک جلوے میں آنًا فانًا ۔ بھر دیا عالَم کر دیئے روشن
اُتّر دکھّن پُورب پچھّم صلی اللہ علیہ و سلم

اوّل و آخر شارع و خاتم
صلی اللہ علیہ وسلم

ختم ہوئے جب کُل نبیوں کے دَورِ نبوّت کے افسانے
بند ہوئے عرفان کے چشمے ، فیض کے ٹوٹ گئے پیمانے

تب آئے وہ ساقیٔ کوثر ، مست مئے عرفان پیمبر
پیرِ مغاں بادۂ اطہر ۔ خُم پر خُم پر خُم لنڈھانے

گِھر آئیں گھنگھور گھٹائیں جھُوم اٹھیں مخمور ہوائیں
جُھک گیا ابرِ رحمتِ باری ۔ آبِ حیاتِ نوَ برسانے

کی سیراب بلندی پستی ، زندہ ہوگئی بستی بستی
مے نوشوں پر چھاگئی مستی ، اِک اِک ظرف بھرا برکھانے

بہہ نکلا عرفان کا قلزم
صلی اللہ علیہ وسلم

چارہ گروں کے غم کا چارا ۔ دُکھیوں کا امدادی آیا
راہنما بے رہرووں کا ۔ رہبروں کا ہادی آیا
عارف کو عرفان سکھائے ، متقیوں کو راہ دکھائے
جس کے گیت زبور نے گائے ، وہ سردار منادی آیا

وہ جس کی رحمت کے سائے یکساں ہر عالم پہ چھائے
وہ جس کو اللہ نے خود اپنی رحمت کی ردادی آیا
صدیوں کے مُردوں کا محی صلؐ علیہ کیف یحی
فسق و فجور کی ظالم موت سے دِلوانے آزادی آیا

شرف انسانی کا قیم
صلی اللہ علیہ وسلم

شیریں بول ، انفاس مطہر نیک خصائل و پاک شمائل
حاملِ فرقاں ، عالمِ و عامل ، علم و عمل دونوں میں کامل
جو اس کی سرکار میں پہنچا ، اس کی یوں پلٹا دی کایا
جیسے کبھی بھی خام نہیں تھا ۔ ماں نے جنا تھا گویا کامل
اُس کے فیضِ نگاہ سے وحشی بن گئے حِلم سکھانے والے
مُعطی بن گئے شہرۂ عالم ، اس عالی دربار کے سائل
نبیوں کا سرتاج ، ابنائے آدم کا معراج محمدؐ
ایک ہی جست میں طے کر ڈالے وصلِ خدا کے ہفت مراحل

ربّ عظیم کا بندۂ اعظم
صلی اللہ علیہ وسلم

وہ احسان کا افسوں پھونکا موہ لیا دِل اپنے عدو کا
کب دیکھا تھا پہلے کسی نے حُسن کا پیکر اس خُوبُو کا
نخوت کو ایثار میں بدلا ، ہر نفرت کو پیار میں بدلا
عاشق جاں نثار میں بدلا ، پیاسا تھا جو خار لہو کا
اس کا ظہور ظہور خدا کا ، دکھلایا یوُں نوُر خدا کا
بُت کدہ ہائے لات و منات پہ طاری کردیا عالم ہُوکا

توڑ دیا ظلمات کا گھیرا ، دُور کیا ایک ایک اندھیرا
جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

گاڑ دیا توحید کا پرچم
صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات

(محترم محمود مجیب اصغر صاحب)

کفار کی طرف سے معجزہ نمائی کا مطالبہ

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین سال تک مخفی تبلیغ کے بعد نبوت کے چوتھے سال جب کھُلم کھُلا تبلیغ کا آغاز فرمایا تو کفار کی طرف سے آپؐ کو معجزہ نمائی کرنے کا مطالبہ کیا گیا۔ قرآن کریم میں اس کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے۔ فرمایا:۔

وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ (بنی اسرائیل: ۹۱ تا ۹۴)

(ترجمہ) اور انہوں نے (یہ بھی) کہا ہے (کہ) ہم ہرگز تیری (کوئی) بات نہیں مانیں گے جب تک (ایسا نہ ہو کہ) تُو ہمارے لئے زمین سے کوئی چشمہ جاری کرے۔ یا تیرا کھجوروں اور انگوروں کا کوئی باغ ہو اور تُو اس کے اندر خوب (کثرت سے) نہریں جاری کرے۔ یا جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے تُو ہم پر آسمان کے ٹکڑے گرائے یا اللہ اور فرشتوں کو (ہمارے) آمنے سامنے لاکھڑا کرے۔ یا تیرا سونے کا کوئی گھر ہو یا تُو آسمان پر چڑھ جائے اور ہم تیرے (آسمان پر) چڑھ جانے پر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ تُو (اُوپر جاکر) ہم پر کوئی کتاب (نہ) اُتارے جسے ہم (خود) پڑھیں تو (اُنہیں) کہہ (کہ) میرا ربّ (ایسی بیہودہ باتوں کے اختیار کرنے سے) پاک ہے۔ مَیں (تو) صرف بشر رسول ہوں (آسمان پر نہیں جاسکتا)۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"نبی لوگ دعا اور تضرع سے معجزہ مانگتے ہیں معجزہ نمائی کی ایسی قدرت نہیں رکھتے جیسا کہ انسان کو ہاتھ پیر ہلانے کی قدرت ہوتی ہے۔ غرض معجزہ کی حقیقت اور مرتبہ سے یہ امر بالاتر اور ان صفاتِ خاصہ خدا تعالیٰ میں سے ہے جو کسی حالت میں بشر کو مِل نہیں سکتیں۔ معجزہ کی حقیقت یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایک امر خارق عادت یا ایک امر خیال اور گمان سے باہر اور امید سے بڑھ کر ایک اپنے رسول کی عزت اور صداقت ظاہر کرنے کے لئے اور اس کے مخالفین کی عجز اور مغلوبیت جتلانے کی غرض سے اپنے ارادہ خاص یا اس رسول کی دعا اور درخواست سے آپ ظاہر فرماتا ہے مگر ایسے طور سے جو اس کی صفات وحدانیت و تقدس و کمال کے منافی و مغائر نہ ہو اور کسی دوسرے کی وکالت یا کارسازی کا اس میں کچھ دخل نہ ہو۔"

(ازالہ اوہام حصہ اوّل)

یہی وجہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے مطالبات کو مسترد فرمادیا بایں ہمہ حضورؐ کی زندگی معجزات سے بھری پڑی ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"اِس جگہ یہ نہ سمجھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات ظاہر نہیں ہوئے بلکہ تمام انبیاء سے زیادہ ظاہر ہوئے لیکن عادت اللہ اِسی طرح پر جاری ہے کہ اوائل میں کھُلے کھُلے معجزات اور نشان مخفی رہتے ہیں تا صادقوں اور کاذبوں کا کذب پرکھا جائے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

معجزات کی حقیقت اور آنحضرتؐ کا معجزۂ عظیمہ

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی کتب میں معجزات کی حقیقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک وجود اور قرآن کریم کو معجزۂ عظیمہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"معجزہ عاداتِ الٰہیہ میں ایک ایسی عادت یا یُوں کہو کہ اس قادرِ مطلق کے افعال میں سے ایک ایسا فعل ہے جس کو اضافی طور پر خارق عادت کہنا چاہیئے۔ پس امر خارق عادت کی حقیقت صرف اسی قدر ہے کہ جو پاک نفس لوگ عام طریق و طرزِ انسانی سے ترقی کرکے اور معمولی عادات کو پھاڑ کر قُربِ الٰہی کے میدانوں میں آگے قدم رکھتے ہیں تو خدائے تعالیٰ حسبِ حالت اُنکے ایک ایسا عجیب معاملہ اُن سے کرتا ہے کہ وہ عام حالاتِ انسانی پر خیال کرنے کے بعد ایک امر خارقِ عادت دکھائی دیتا ہے اور جس قدر انسان اپنی بشریت کے وطن کو چھوڑ کر اور اپنے نفس کے حجابوں کو پھاڑ کر عرصاتِ عشق و محبت میں دُور تر چلا جاتا ہے اسی قدر یہ خوارق نہایت صاف اور شفاف اور روشن و تاباں ظہور میں آتے ہیں جب تزکیہ نفسِ انسانی کمالِ تام کی حالت پر پہنچتا ہے اور اس کا دِل غیراللہ سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور محبتِ الٰہی سے بھر جاتا ہے تو اس کے تمام اقوال و افعال و اعمال و حرکات و سکنات و عبادات و معاملات و اخلاق جو انتہائی درجہ پر اُس سے صادر ہوتے ہیں وہ سب خارق عادت ہی ہو جاتے ہیں۔ سو بمقابل اس کے ایسا ہی معاملہ باریتعالیٰ کا بھی اس مبدّلِ تام سے بطور خارق عادت ہی ہوتا ہے۔ سو چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مبدّلِ تام اور سید المبدّلین اور امام المطہرین تھے جن کو قادرِ مطلق نے اپنے ہاتھ سے صاف کیا تھا اِس لئے تمام سراپا وجود اُن کے کا حقیقت میں معجزہ ہی تھا اور ضرور تھا کہ ایسے عالیشان نبی پر جو کلام نازل ہُوا تھا وہ بباعثِ تبدّلِ تام اُس کے غایت درجہ کا خارق عادت ہوتا جس سے تمام اوّلین آخرین کی نظریں خیرہ رہ جاتیں ...... اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی و انشراح صدری و عصمت و حیا و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشقِ الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفا تھے اِس لئے خدائے جلّشانہٗ نے اُن کو عطرِ کمالاتِ خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اوّلین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اسی لائق ٹھہرا کہ اُس پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحفِ سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسے بُرہانِ عقلی پیش نہیں کرسکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو کوئی تقریر ایسا قوی اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُربرکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفاتِ کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفّا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچنے کے لئے درکار ہے۔"

(سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۰ تا ۲۴ حاشیہ)

اِسی طرح آپ فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف توحید کے کامل اور پُرزور بیان میں اپنے اصول کو معقول اور مدلّل طور پر ثابت کرنے میں، اخلاقِ فاضلہ کے تمام جُزئیات کے لکھنے میں، اخلاقِ ذمیمہ کے معالجاتِ لطیفہ میں، وصول الی اللہ کے تمام طریقوں کی توضیح میں، نجات کی سچی فلاسفی ظاہر کرنے میں، صفاتِ کاملہ الٰہیہ کے اکمل و اتم ذکر میں، مبدء و معاد کے پُرحکمت بیان میں، روح کی خاصیتوں اور قوتوں اور طاقتوں اور استعدادوں کے بیان میں، حکمتِ بالغہ الٰہیہ کے تمام وسائل پر احاطہ کرنے میں، تمام اقسام کی صداقتوں پر مشتمل ہونے میں، تمام مذاہبِ باطلہ کو عقلی طور پر رد کرنے میں، حقوق عباد اللہ کے قائم کرنے میں، تاثیرات و تنویراتِ روحانیہ میں اور پھر بایں ہمہ فصیح و بلیغ اور رنگین عبارت میں اس کمال کے درجہ تک پہنچا ہُوا ہے کہ ہر یک حصہ اس کے بیان کا ان بیانات میں سے درحقیقت معجزہ عظیمہ ہے۔"

(سُرمہ چشم آریہ ۲۲۵، ۲۲۶)

معجزات کی تقسیم اور آنحضرتؐ کے اقتداری معجزات

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کو حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے چار حصوں میں تقسیم کرکے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"معجزات اور خوارق قرآنی چار قسم پر ہیں (۱) معجزاتِ عقلیہ (۲) معجزاتِ علمیہ (۳) معجزات برکاتِ روحانیہ (۴) معجزات تصرفاتِ خارجیہ۔

نمبر اوّل، دو، وتین کے معجزات خواصِ ذاتیہ قرآن شریف میں سے ہیں اور نہایت عالیشان اور بدیہی الثبوت ہیں جن کو ہریک زمانہ میں ہریک شخص تازہ بتازہ طور پر چشم دید ماجرا کی طرح دریافت کرسکتا ہے لیکن نمبر چار کے معجزات یعنے تصرفاتِ

خارجیہ یہ بیرونی خوارق ہیں جن کو قرآن شریف سے کچھ ذاتی تعلق نہیں ..... اصل خوبی اور حُسن وجمال قرآن شریف کا پہلے تینوں قسم کے معجزات سے وابستہ ہے بلکہ ہر ایک کلامِ الٰہی کا یہی نشانِ اعظم ہے کہ یہ تینوں قسم کے معجزات کسی قدر اُس میں پائے جائیں اور قرآن شریف میں تو یہ ہر سہ قسم کے اعجاز اعلیٰ واکمل واتم طور پر پائے جاتے ہیں اور انہیں کو قرآن شریف اپنی بے مثل ومانند ہونے کے اثبات میں بار بار پیش کرتا ہے .....

اِس جگہ واضح رہے کہ تصرفاتِ خارجیہ کے معجزات قرآن شریف میں کئی نوع پر مُندرج ہیں۔ ایک نوع تو یہی کہ جو دعائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خدائے تعالیٰ نے آسمان پر اپنا قادرانہ تصرف دکھلایا اور چاند کو دو ٹکڑے کر دیا۔ دوسرے وہ تصرف جو خدائے تعالیٰ نے جنابِ ممدوح کی دعا سے زمین پر کیا اور ایک سخت قحط سات برس تک ڈالا یہاں تک کہ لوگوں نے ہڈیوں کو پیس کر کھایا۔ تیسرے وہ تصرفِ اعجازی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شرِ کفار سے محفوظ رکھنے کے لئے بروزِ ہجرت کیا گیا یعنے جبکہ کفارِ مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ جلّشانہٗ نے اپنے اُس پاک نبی کو اِس بدارادہ کی خبر دے دی اور مکّہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم فرمایا ..... مخالفین نے مار ڈالنے کی نیّت سے چاروں طرف سے اس مبارک گھر کو گھیر لیا ..... سو اُس نے اپنے اُس پیارے بندہ کو محفوظ رکھنے کے لئے بڑے بڑے عجائب تصرف اُس راہ میں دکھلائے جو اجمالی طور پر قرآن شریف میں درج ہیں منجملہ اُن کے ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاتے وقت کسی مخالف نے نہیں دیکھا حالانکہ صبح کا وقت تھا اور تمام مخالفین آنحضرتؐ کے گھر کا محاصرہ کر رہے تھے۔ سو خدائے تعالیٰ نے جیسا کہ سورۂ یٰسین میں اس کا ذکر کیا ہے اُن سب اشقیا کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور آنحضرت اُن کے سروں پر خاک ڈال کر چلے گئے۔ ازاں جملہ ایک یہ کہ اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے نبی معصوم کے محفوظ رکھنے کے لئے یہ امرِ خارقِ عادت دکھلایا کہ باوجودیکہ مخالفین اُس غار تک پہنچ گئے تھے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے رفیق کے مخفی تھے مگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ نہ سکے کیونکہ خدائے تعالیٰ نے ایک کبوتر کا جوڑا بھیج دیا جس نے اُسی رات غار کے دروازہ پر آشیانہ بنا دیا جس سے مخالف لوگ دھوکا میں پڑ کر ناکام واپس چلے گئے۔ ازاں جملہ ایک یہ کہ ایک مخالف جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پکڑنے کے لئے مدینہ کی راہ پر گھوڑا دوڑائے چلا جاتا تھا۔ جب وہ اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچا تو جنابِ ممدوح کی بددعا سے اُس کے گھوڑے کے چاروں سُم زمین میں دھنس گئے اور وہ گر پڑا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگ کر اور عفو تقصیر کرا کر واپس لَوٹ آیا۔ چوتھی وہ تصرفِ اعجازی کہ جب دشمنوں نے اپنی ناکامی سے منفعل ہو کر لشکرِ کثیر کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چڑھائی کی تا مسلمانوں کو جو ابھی تھوڑے سے آدمی تھے نابود کر دیں اور دینِ اسلام کا نام و نشان مٹا دیں تب اللہ جلّ شانہٗ نے جناب موصوف کے ایک مُٹھی کنکریوں کے چلانے سے مقامِ بدر میں دشمنوں میں ایک تہلکہ ڈال دیا اور اُن کے لشکر کو شکستِ فاش ہوئی اور خدائے تعالیٰ نے اُن چند کنکریوں سے مخالفین کے بڑے بڑے سرداروں کو سراسیمہ اور اندھا اور پریشان کر کے وہیں رکھا اور اُن کی لاشیں انہیں مقامات میں گرائیں جن کے پہلے ہی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الگ الگ نشان بتلا رکھے تھے۔ ایسا ہی اَور کئی عجیب طور کے تائیدات وتصرفاتِ الٰہیہ کا (جو خارقِ عادت ہیں) قرآن شریف میں ذکر ہے جن کا ماحصل یہ ہے کہ کیونکر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مسکینی اور غریبی اور یتیمی اور تنہائی اور بیکسی کی حالت میں مبعوث کر کے پھر ایک نہایت قلیل عرصہ میں جو تیئیس برس سے بھی کم تھا ایک عالم پر فتحیاب کیا اور شہنشاہِ قسطنطنیہ و بادشاہانِ دیارِ شام ومصر وممالک مابین دجلہ وفرات وغیرہ پر غلبہ بخشا اور اُس تھوڑے ہی عرصہ میں فتوحات کو جزیرہ نماعرب سے لیکر دریائے جیحون تک پھیلایا اور اُن ممالک کے اسلام قبول کرنے کی بطور پیشگوئی قرآن شریف میں خبر دی۔ اُس حالتِ بے سامانی اور پھر ایسی عجیب وغریب فتحوں پر نظر ڈال کر بڑے بڑے دانشمند اور فاضل انگریزوں نے بھی شہادت دی ہے کہ جس جلدی سے اسلامی سلطنت اور اسلام دُنیا میں پھیلا ہے اُس کی نظیر صفحۂ تواریخِ دُنیا میں کسی جگہ نہیں پائی جاتی اور ظاہر ہے کہ جس امر کی کوئی نظیر نہ پائی جائے اُسی کو دوسرے لفظوں میں خارقِ عادت بھی کہتے ہیں۔"

(سُرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۲ تا ۱۹ حاشیہ)

ایک اَور مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقتداری معجزات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

"..... کئی دفعہ تھوڑے سے پانی کو جو صرف ایک پیالہ میں تھا اپنی اُنگلیوں کو اس پانی کے اندر داخل کرنے سے اس قدر زیادہ کر دیا کہ تمام لشکر اور اُونٹوں اور گھوڑوں نے وہ پانی پیا اور پھر بھی وہ پانی ویسا ہی اپنی مقدار پر موجود تھا اور کئی دفعہ دو چار روٹیوں پر ہاتھ رکھنے سے ہزارہا بھوکوں پیاسوں کا اُن سے شکم سیر کر دیا ... اور بعض اوقات شور آب کنوئیں میں اپنے مُنہ کا لُعاب ڈال کر اُس کو نہایت شیریں کر دیا اور بعض اوقات بعض مجروحوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر اُن کو اچھا کر دیا اور بعض اوقات آنکھوں کو جن کے ڈیلے لڑائی کے کسی صدمہ سے باہر جا پڑے تھے اپنے ہاتھ کی برکت سے پھر درست کر دیا۔ ایسا ہی اَور بھی بہت سے کام اپنے ذاتی اقتدار سے کئے جن کے ساتھ ایک چھپی ہوئی طاقتِ الٰہی مخلوط تھی۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صہ ۶۶)

آپ فرماتے ہیں :-

"حال کے برہمو اور فلسفی اور نیچری اگر اِن معجزات سے انکار کریں تو وہ معذور ہیں کیونکہ وہ اس مرتبہ کو شناخت نہیں کر سکتے جس میں ظلّی طور پر الٰہی طاقت انسان کو ملتی ہے پس اگر وہ ایسی باتوں پر ہنسیں تو وہ اپنے ہنسنے میں بھی معذور ہیں کیونکہ انہوں نے بجز طفلانہ حالت کے اَور کسی درجہ رُوحانی بلوغ کو طے نہیں کیا۔" (آئینہ کمالاتِ اسلام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی معجزہ

گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے ہزاروں اقتداری معجزات اور خارقِ عادت امور کا پتہ چلتا ہے جن کا تھوڑا سا نمونہ اس مضمون میں حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الفاظ میں پیش کیا گیا ہے لیکن جیسا کہ لکھا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل اور دائمی اور عظیم معجزہ قرآن شریف ہی ہے۔ چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اِس بارہ میں فرماتے ہیں :-

"سچ تو یہ ہے کہ کلامِ الٰہی نے مسلمانوں کو دوسرے معجزات سے بکلّی بے نیاز کر دیا ہے وہ نہ صرف اعجاز بلکہ اپنی برکات وتنویرات کے رُو سے اعجاز آفرین بھی ہے فی الحقیقت قرآن شریف اپنی ذات میں ایسی صفاتِ کمالیہ رکھتا ہے جو اُس کو خارجیہ معجزات کی کچھ بھی حاجت نہیں۔ خارجیہ معجزات کے ہونے سے اُس میں کچھ زیادتی نہیں ہوتی اور نہ ہونے سے کوئی نقص عائد حال نہیں ہوتا۔ اس کا بازارِ حُسن معجزاتِ خارجیہ کے زیور سے رونق پذیر نہیں بلکہ وہ اپنی ذات میں آپ ہی ہزارہا معجزاتِ عجیبہ وغریبہ کا جامع ہے جن کو ہر یک زمانہ کے لوگ دیکھ سکتے ہیں نہ یہ کہ صرف گذشتہ کا حوالہ دیا جائے وہ ایسا ملیح الحُسن محبوب ہے کہ ہر یک چیز اُس سے مل کر آرائش پکڑتی ہے اور وہ اپنی آرائش میں کسی کی آمیزش کا محتاج نہیں۔

ہمہ خوبانِ عالم را بزیورہا بیارایند
تو سیمیں تن چناں خوبی کہ زیورہا بیارائی" (سُرمہ چشم آریہ صہ ۱۲، ۱۳)

اِسی طرح آپ ایک اَور مقام پر فرماتے ہیں :-

"جہاں تک نظر اُٹھا کر دیکھو یہی سُنّت اللہ پاؤ گے کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ زمانہ کی ضرورتوں کے موافق اپنے دین کی مدد کرتا رہا ہے ..... حضرتِ موسیٰؑ کے زمانہ میں سانپوں کے مقابلہ پر سانپ کی ضرورت پڑی اور حضرتِ مسیح کے مقابل پر طبیبوں اور افسون خوانوں کے مقابل پر روحانی طبابت کے دکھلانے کی حاجتیں پیش آئیں سو خدائے تعالیٰ نے زمانہ کے تقاضا کے موافق اپنے نبیوں کو مدد دی اور ہمارے سیّد ومقتدا ختم المرسلینؐ کے زمانہ کی ضرورتیں درحقیقت کسی ایک نوع میں محدود نہ تھیں اور یہ زمانہ بھی کوئی محدود زمانہ نہ تھا بلکہ ایسا وسیع تھا جس کا دامن قیامت تک پھیل رہا ہے اِس لئے خداوند قدیر وحکیم نے قرآن کریم کو بے نہایت کمالات پر مشتمل کیا اور قرآن کریم بوجہ اپنے اُن کمالات کے جن میں سے کوئی دقیقہ خیر کا باقی نہیں رہا تھا ہر یک زمانہ کے فساد کا کامل طور پر تدارک کرتا رہا ..... یہاں تک کہ وہ زمانہ آ گیا کہ جس میں ہم ہیں ..... زمین نے ہمارے زمانہ میں وہ تمام تاریکیاں جو زمین کے اندر مخفی تھیں باہر رکھ دیں ..... جس کو دوسرے لفظوں میں دجّال کے نام سے موسوم کیا گیا تھا اور خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں خبر دی تھی کہ وہ عالیشان اور کامل کلام اِس طوفان پر بھی غالب آئے گا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۳۹، ۴۰)

بقیہ صفحہ ۱۲ سے

اس طرح نکل رہی تھی جیسے کہ ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری)
آج خداوند تعالیٰ جَلَّ شَأْنُہٗ نے وہی بابرکت نظارہ دیکھنے اور سبق حاصل کرنے کا موقع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلِّ کامل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مقدس ذات کے ذریعہ ایک بار پھر، پیدا فرما دیا ہے۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے طاعون کے زمانہ میں ایک بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علیحدگی میں دعا کرتے سُنا۔ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ کے بیان کے مطابق " آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتّہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانۂ الٰہی پر گریہ و زاری کر رہے تھے جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بیقرار ہو۔ مَیں نے غور سے سنا تو آپ مخلوقِ خدا کے واسطے طاعون سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے کہ الٰہی اگر یہ لوگ طاعون سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا " (تاریخ احمدیت جلد ۲ صفحہ ۶۰۵)

حضرات! آج جبکہ ہمارے پیارے امام نے ہمیں دعوتِ الی اللہ کی طرف توجہ دلائی ہے ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے روحانی فرزند حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کی دعائیں کبھی ناکام نہیں ہوں گی۔ بلکہ اُن دعاؤں کی برکت سے دنیا روحانی طور پر یقیناً زندہ ہوگی۔ اس یقین کے ساتھ ہمیں اپنے آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دعوتِ الی اللہ کے میدان میں آگے بڑھنا چاہیئے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت کلام پر اپنے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں۔

" ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسوۂ حسنہ ہیں۔ ہماری بھلائی اور خوبی یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو آپ کے نقشِ قدم پر چلیں اور اس کے خلاف کوئی قدم نہ اُٹھائیں " (الحکم ۱۰ اپریل ۱۹۰۳ء)

" لَاشَكَّ أَنَّ مُحَمَّدًا خَيْرُ الْوَرٰى،
رِيْقُ الْكِرَامِ وَنُخْبَةُ الْأَعْيَانِ
يَارَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا،
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانِ "

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

چندہ نادہند اور بے شرح ادا کرنے والے

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد بشارت سپین میں اپنے ایک خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ ستمبر ۱۹۸۲ء میں چندہ نادہند اور بے شرح ادا کرنے والے احباب کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

" ایسے احمدی ہیں جو ایک آنہ بھی چندہ نہیں دے رہے۔ دنیا کے لحاظ سے ان کی کایا پلٹ چکی ہے، وہ اور ماحول میں بسا کرتے تھے کسی وقت، اب اور ماحول میں پہنچ چکے ہیں۔ کوئی نسبت ہی نہیں خدا تعالیٰ کے ظاہری فضلوں کے ساتھ اس زندگی کو جو وہ پہلے بسر کرتے تھے۔ مگر کلیتاً ان فضلوں کو بھلا کر وہ خدا تعالیٰ کے دین کی ضرورتوں سے غافل ہو کر محض اپنی ضرورتوں اور ان کے پورا کرنے کی فکر میں سرگرداں ہیں...... جن کو خدا تعالیٰ نے بہت کچھ دیا لیکن مقابل پر بہت تھوڑا پیش کرتے ہیں۔ وہ پیش نہیں کرتے جس سے ان کو محبت ہے۔ وہ پیش کرتے ہیں جو وہ زائد از ضرورت سمجھ کر پھینک سکتے ہیں۔

قرآن کریم تو فرماتا ہے "لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مما تحبون" کہ ہرگز تم نیکی کو نہیں پا سکو گے جب تک کہ وہ کچھ خرچ نہیں کرو گے جس سے تمہیں محبت ہو۔ تم تو خدا کی راہ میں وہ دے رہے ہو جس سے تمہیں محبت نہیں۔ وہ زائد چیز ہے جو تم پھینک بھی سکتے ہو۔ تمہیں کوئی فرق نہیں پڑتا اس سے۔ تمہارے روزمرہ کے دستور پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس لئے اس کو کیوں ضائع کرتے ہو۔ اگر قربانی کی توفیق نہیں تو چھوڑ دو اس راہ کو لیکن خدا سے سچائی کا معاملہ کرو، تب وہ تم سے سچائی کا معاملہ کرے گا، رجوع برحمت ہوگا۔ پھر رزاق سے ڈرنا، رزاق کو دیتے ہوئے ڈرنا، اس سے بڑی بے وقوفی کوئی نہیں "۔

(ایڈیشنل وکالت مال - لندن)

وقف جدید

"امریکہ نے کوشش ضرور کرنی ہے"

"خدا تعالیٰ کے فضل سے امسال بھی جماعت پاکستان کو یہ اعزاز نصیب ہوا ہے کہ سب دنیا کے وقف جدید کے قربانی کرنے والوں کے مقابل پر پاکستان نے سب سے زیادہ قربانی کی ہے۔ دوسرے نمبر پر امریکہ نے اپنے اس عہد کو پورا بھی کیا اور نبھایا ہوا ہے۔ امیر صاحب امریکہ نے مجھ سے ایک دفعہ ذکر فرمایا تھا کہ ہمارا بھی دل چاہتا ہے کسی چندے میں بہت آگے بڑھیں اور سب سے آگے نکل جائیں تو ہم نے غور کیا ہے تو یہی سوچا کہ باقی جگہ تو بہت بہت فاصلے رہ گئے ہیں وقف جدید میں اگر ہم کوشش کریں تو ایسا ہو سکتا ہے۔ چنانچہ ایک وقت تھا کہ وہ کسی شمار میں ہی نہیں تھے اب وہ دوسرے نمبر پر آچکے ہیں اور گذشتہ سال بھی تھے اور پوزیشن کو Maintain کر رہے ہیں یہاں وہ قائم ہیں اور فاصلہ بھی کچھ کم کر رہے ہیں پاکستان سے۔ اس لئے بعد میں نہ پاکستان والے کہیں ہمیں بتایا نہیں تھا پہلے۔ جس طرح جرمنی کی دفعہ شکوے شروع ہو گئے تھے کہ آپ نے اچھا کیا چپ کر کے بتا دیا کہ جرمنی آگے بڑھ گیا ہے اور ہم نے نہیں بڑھنے دینا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ (اللہ نے چاہا تو) پاکستان کا یہ اعزاز برقرار رہے گا مگر امریکہ نے کوشش ضرور کرنی ہے۔" (خطبہ جمعہ ۶ جنوری ۱۹۹۵ء۔ الفضل ربوہ ۲۷ جنوری)

Waqf-e-Jadid - 1995

America has certainly to try and become Number 1

By the grace of God, the Exalted, this year again, Jama'at Ahmadiyya Pakistan has been blessed this distinction of having made the greatest sacrifice in comparison to the Jama'ats of all the world in the field of Waqf-e-Jadid. In second place, the United States Jama'at has lived up to its pledge. Amir Sahib, US had once said to me that we too desire that we should excel in some chanda and become number one above all others. So when we began thinking on this we saw that we may be able to achieve this in Waqf-e-Jadid because in the other places we were too far behind. There was once a time when they figured into no ranking, now they have arrived at the number 2 position and they were there last year also and have maintained their position and are firmly established here and are decreasing the distance between themselves and Pakistan also. So the Pakistan Jama'at should not say later that we were not even told, as was the case when Germany went ahead and complains were heard that we were not even made aware that this was happening and not given a chance to not let this happen. So, I hold the hope that if Allah wills, then this distinction of Pakistan will be maintained, but America has certainly to try.

Extract from the January 6, 1995 Khutba of Hazrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih, ayyadallaho ta'aala be nasr-e-hil azeez: